تفسیر المراغی (سورۃ النساء، 1 تا 10) تخریج الاحادیث کا تحقیقی مطالعہ

The Scholarly evaluation of Hadiths narrated in Surh An-Nisa (01 to 10) in Tafseer ul Maraghi

ساجد خان*

ڈاکٹر حسین محمد**

Abstract

The Qur'an is the last book in the heavenly books that has been revealed to Prophet Muhammad (peace be upon him). This is the best book and the first thing to be the best of this book is that Allah has taken the responsibility of keeping it safe from distortion and the second reason is that this book has made Muslims worship life, affairs and all social issues and issues. All orders about are systematically stated. The third reason is that this book gives pleasure to a person who does not even know its meaning and interpretation as we see every day with ordinary human beings. It provides historical background of former prophets, rulers and nations. In this way, the Qur'an often presents a comparative analysis of the commands in the form of individual verses and references. Since there are many hadiths in Tafseer al-Muraghi, we consider it a part of this knowledge to do some unique research on a few hadiths in order to create more interest in those who like to apply it with research in the hadith. We hope that this content and effort will greatly benefit the readers.

* پی ایچ ڈی اسکالر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی بنوں

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اسلامیات، یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی بنوں

متاخرین مفسرین میں سے ایک عالی المرتبہ علمی اور فنی شخصیت علامہ احمد مصطفیٰ (المراغی) بھی ہے جو اپنے استاد محمد عبدہ کے افکار کا بہت بڑا ترجمان سمجھا جاتا ہے۔ علامہ مراغی کی تفسیر انیق عربی میں کئی جلدوں پر مشتمل ہیں جس میں صرف ونحو کے ساتھ ساتھ ادبی طرز اختیار کیا گیا ہے۔ جس میں درجہ ذیل اہداف کو پیشِ نظر رکھا گیا:

i. "تفسیر المفردات" کے عنوان کے ذیل میں علامہ مراغی تفسیر میں آسانی کے لیے مشکل الفاظ کے معانی ذکر کرتے ہیں۔

ii. "المعنی الجملی" اس عنوان کے ذیل آیات کا اجمالی معنی ذکر کیا جاتا ہے جو اور یہ اجمال آگے آنے والے تفسیر کے لیے توطئہ وتمہید بن جاتا ہے جس سے اجمالی تفسیر کا ضبط کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

iii. "الایضاح" کے عنوان کے تحت علامہ مراغی پوری شرح وبسط کے ساتھ تفسیر کی جاتی ہے۔ جس میں احادیث اور آثارِ صحابہ سے آیت کا شانِ نزول بیان کرکے بعض فقہی مباحث کو ذکر کیا جاتا ہے۔

موصوف کی انہی وضاحت کے مطابق انہی مناہج کا ذکر کرتے ہوئے موصوف اپنی تفسیر کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

1. ذكر الآيات فى صدر البحث: صدّرنا كل بحث بآية أو آيتين أو آيات من الكتاب الكريم، سيقت لتؤدى غرضا واحدا.
2. شرح المفردات: أردفنا ذلك تفسير مفرداتها اللغوية، إن كان فيها بعض الخفاء على كثير من القارئين.
3. المعنى الجملي للآيات: أتبعنا ذلك بذكر المعنى الجملي لهذه الآية أو الآيات ليتجلّى للقارئ منها صورة مجملة حتى إذا جاء التفسير وضح ذاك المجمل[1]"

علامہ مراغی آیت کی تفسیر میں اکثر وہ روایات ذکر کرتے ہیں جن کو تلقی بالقبول حاصل ہیں، تفسیر بالماثور کہلاتی ہے۔ اس سے مراد تفسیر کی وہ قسم ہے جو قرآن، احادیث نبویہ ﷺ یا اقوال صحابہ و تابعین سے منقول ہو ۔ احادیث اور اقوال صحابہ و تابعین سے منقول تفسیر اگر صحیح سند سے ثابت ہو تو مقبول ہو گی ورنہ نہیں۔ اس لیے تفسیر مراغی میں ہم چند روایات پر اصول جرح وتعدیل کے مطابق تبصرہ کرتے ہیں تاکہ صحت وسقم کے تناظر میں ہر روایت کا درجہ متعین ہو جائے۔ درج ذیل میں ان چند روایات کی تخریج کی جاتی ہیں۔

i. "إن المرأة خلقت من ضلع أعوج، فإن ذهبت تقيمها كسرتها، وإن تركته....استمتعت بها [2]"

ترجمہ۔بے شک عورت ٹیڑھے پسلی پیدا کی گئی ہے جب تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ بیٹھے گا اور اگر تو نے اسے چھوڑ دیا تو اس سے نفع حاصل کر سکے گا۔

بخاری کی یہ روایت الفاظ کے تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ حضرت ابو ہریرہؓ درج ذیل الفاظ سے نقل ہے۔

" عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه و سلم قال (المرأة كالضلع إن أقمتها كسرتها وإن استمتعت بها واستمتعت بها وفيها عوج [3]"

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ عورت پسلی کی مانند ہے، اگر اسے سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی اور اگر فائدہ اٹھانا چاہو ٹیڑھے پن ہی میں فائدہ اٹھا سکتے ہو۔

ii. " اللهم هذا قسمي فيما أملك، فلا تؤاخذني فيما لا أملك"

ترجمہ۔اے اللہ یہ میری تقسیم ہے اس چیز میں جس کا میں مالک ہوں سو جس چیز کے آپ مالک ہیں اور میں اس کا مالک نہیں ہوں اس میں آپ مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے۔

یہ حدیث سنن اربعہ [4]میں ذکر کی ہے۔ سنن ابی داؤد میں یہ روایت حضرت عائشہؓ سے ان الفاظ کے ساتھ منقول کیا ہے: اللهم هذا قسمي، فيما أملك فلا تلمني، فيما تملك، ولا أملك [5]

اکثر محدثین نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے جبکہ البانی کہتے ہیں ظاہراً تو یہ حدیث صحیح ہے جیسا کہ علامہ حاکم نے اس حدیث کو صحیح علی شرط الشیخین قرار دیا ہے اور علامہ ذہبی بھی اسی سے متفق ہیں لیکن یہ روایت اکثر محدثین نے اس حدیث کو "حماد بن زید" کی وجہ سے معلول قرار دیا ہے جیسا کہ امام نسائی نے اس کا تعقب بھی کیا ہے۔[6]

iii. "عال من اقتصد[7]" وہ شخص محتاج نہیں ہو سکتا جس نے میانہ روی اختیار کی۔

عن عبد الله بن مسعود، قال:قال رسول الله صلى الله عليه وسلم"ما عال من اقتصد[8]"

حضرت ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا میانہ روی سے چلنے والا کبھی محتاج اور تنگدست نہیں ہوتا۔

اس روایت میں ایک روای "ابراہیم الہجری" ہے محدثین اس کو "لين الحديث" کہتے ہیں[9] یحیٰ بن معین کہتے ہیں کہ ضعیف الحدیث ہے، ابن عیینہ بھی اس کو ضعیف الحدیث قرار دیتے ہیں[10]۔

اس وجہ سے محدثین نے روایت کو ضعیف قرار دیا ہے اور اس روایت کے باقی تمام رواۃ صحیح ہیں علاوہ "سکین بن عبد العزیز" کے۔ محدثین کے یہ راوی متکلم فیہ ہے امام ابن معین اور امام عجلی نے اس کو ثقہ قرار دیا ہے اور امام ابن حبان نے اس کو ثقات میں شمار کیا ہے لیکن امام ابو داؤد، امام دار قطنی اور امام نسائی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ امام ابو حاتم اور ابن عدی اس کو "لا بأس به" کہتے ہیں[11]۔

اسی طرح کی ایک اور روایت معجم طبرانی اور المدخل الی السنن الکبری للبیہقی میں آیا ہے معجم طبرانی درج ذیل ہیں:

عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاقْتِصَادُ فِي النَّفَقَةِ نِصْفُ الْمَعِيشَةِ،وَالتَّوَدُّدُ إِلَى النَّاسِ نِصْفُ الْعَقْلِ، وَحُسْنُ السُّؤَالِ نِصْفُ الْعِلْمِ[12]

" ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا نصف معیشت ہے لوگوں سے محبت نصف عقل ہے اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا علم ہے۔

جبکہ ایک دوسری روایت میں نصف العلم کی بجائے نصف الفقہ کا لفظ مذکورہ ہے۔ وہ روایت مندرجہ ذیل ہے:

عن ابن عمر قال: التودد إلى الناس نصف العقل , وحسن المسألة نصف الفقه[13]

"ابن عمر ؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اخراجات میں میانہ روی اختیار کرنا نصف معیشت ہے انسانوں سے دوستی نصف عقل ہے اور خوبی کے ساتھ سوال کرنا آدھا فقہ ہے۔

اس روایت سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اخراجات میں درمیانہ راستہ اختیار کرنا ہی ایک محفوظ اور معتدل وسیلہ ہے۔ معیشت کے باب میں ہے کہ نہ تو بخل سے کام لیا جائے اور نہ بہت زیادہ فراخی یعنی اسراف سے۔

اسلام کے زرین اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ:

اعمل لدنياك كأنك تعيش أبدا واعمل لآخرتك كأنك تموت غدا[14]

" دنیا کے لیے ایسا عمل کرتے رہنا جیسے تم ہمیشہ کے لیے اس میں رہتے ہو اور آخر تا یسا عمل کرتے رہنا جیسے تم کو کل مرنا ہے "۔

یہ روایت بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث ہیں عبد اللہ بن العیزار سے منقول ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میری ملاقات ایک شیخ سے ہوئی۔ میں نے اس سے پوچھا کہ تمہاری ملاقات صحابہ میں سے کسی سے ہوئی ہے۔ اس نے کہاں ہاں، میں نے کہا کہ کس سے؟ اس نے کہا کہ عبد اللہ بن عمرو بن العاص ؓ سے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے ان کو کیا کہتے ہوئے سُنا؟ اس نے کہا میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ:

احز لدنیاک کأنک تعیش أبدا، واعمل لآخرتك كأنك تموت غدا[15]

"زندگی ایسے بنائیں جیسے تم ہمیشہ کے لیے اس میں رہتے ہو اور آخرت کے لیے ایسا عمل کرتے رہنا جیسے تم کو کل مرنا ہے۔

iv. امام احمد بن حنبل نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنی سے روایت نقل کیا ہے کہ:

"عن ابن عمر رضي الله عنه أن رجلا سأل النبي صلى الله عليه وسلم قال: ليس لى مال وإنى ولىّ يتيم فقال: «كل من مال يتيمك غير مسرف ولا متأثّل مالا ومن غير أن تقى مالك بماله "

" ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی میں مفلس ہوں اور میری پرورش میں ایک یتیم ہے اس کا مال ہے آپؐ نے فرمایا آپ اسراف کے بغیر یتیم کے مال سے کھا سکتے ہو اور اپنے لئے مال جمع کر کے نہ رکھو اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ یتیم کے مال کے ذریعہ اپنا مالم مت بچاؤ[16]۔

حدثنا عن عمرو بن شعيب، عن أبيه، عن جده، أن رجلا سأل النبي صلى الله عليه وسلم فقال ليس لي -------------------- تفدي مالك بماله شك حسين[17]

"ابن عمروؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ میرے پاس تو مال نہیں ہے البتہ ایک یتیم بھتیجا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم اپنے یتیم بھتیجے کے مال میں سے تم کھا سکتے ہو کہ جو اسراف کے زمرے میں نہ آئے یا یہ فرمایا کہ اپنے مال کو اس کے مال کے بدلے فدیہ نہ بناؤ"۔

یہ روایت مسند احمد میں ہے جبکہ شیخ شعیب آرنوؤط کے مطابق یہ روایت " صحیح لغیرہ "ہے[18] سنن ابی داؤد میں یہ روایت "عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ"کی سند سے منقول ہے لیکن اس میں " ومن غير أن تقي مالك أوقال تفدي مالك بماله شك حسين "[19] کے الفاظ نہیں ہیں۔ جبکہ شیخ البانیؒ نے اس حدیث کو"حسن صحيح "[20] کہا ہے اور سنن ابن ماجہ میں یہ روایت ان الفاظ کے ساتھ منقول ہیں:

حدثنا عن عمرو بن شعيب عن أبيه عن جده قال جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال لا أجد شيئا . وليس لي مال . ولي يتم له مال قال كل من مال يتيمك . غيرمسرف ولا متأثل مالا قال و أحسبه قال ولا تقي مالك بماله[21]۔

"ابن عمرو فرماتے ہیں کہ ایک مرد نبی کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا میرے پاس کوئی چیز ہے نہیں نہ کچھ مال اور میری پرورش میں ایک یتیم ہے اس کا مال ہے آپ نے فرمایا اپنے یتیم کے مال میں سے کھا سکتے ہو بشرطیکہ اسراف و فضول خرچی نہ کرو اور اپنے لئے مال جمع کر کے نہ رکھو اور میرا گمان ہے کہ یہ بھی فرمایا کہ یتیم کے مال کے ذریعہ اپنا مال بچاؤ بھی مت"۔

v. اوس بن ثابتؓ انصاری فوت ہوئے تو انہوں نے دو بیٹیاں، ایک زوجہ ام کحلہ اور دو چھوٹے لڑکے چھوڑے۔ ان کے چچازاد بھائیوں سوید اور عرفطہ نے میراث پر قبضہ کر لیا۔ وہ عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس مسجد فضیح (جہاں اہل صفہ رہتے تھے) آئی اور شکایت کہ یارسول اللہ! میرے شوہر اوس فوت ہو گئے ہیں اور اس نے تین بیٹیاں چھوڑی ہیں اور جن کے لیے میرے پاس نفقہ نہیں اور ان کے والد کے مال پر ان کے چچازاد قابض ہو چکے ہیں جو انہیں کچھ نہیں دے رہے۔ آپ ﷺ نے ان دونوں کو بُلایا۔ دونوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ! یہ بچی نہ ہی گھوڑے پر سوار ہوتی ہے اور نہ ہی دشمن کا مقابلہ کرتی ہے اس پر مال خرچ کیا جاتا ہے یہ مال کماتی نہیں تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی تو پھر ان کے لیے میراث ثابت ہو گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ان کے مال سے کچھ نہ کچھ لے لو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے باپ کے مال سے حصہ متعین کیا ہے اور بیان نہیں کیا ہے۔

شانِ نزول کا یہ واقعہ صاحبِ مراغی نے بغیر سند کے ذکر کیا ہے[22] اور علامہ واحدیؒ نے اسباب نزول میں بھی بغیر سند کے ذکر کیا ہے[23] اور علامہ طبریؒ نے اختصاراً حضرت عکرمہ سے مرسلاً نقل کیا ہے[24]۔ علامہ سیوطیؒ چار مفسرین کے اقوال نقل کر کے حضرت عکرمہ سے تھوڑے بہت اختلاف کے ساتھ ذیل الفاظ سے نقل کرتے ہیں:

وأخرج ابن جرير وابن المنذر وابن أبي حاتم عن عكرمة في الآية قال نزلت في أم كلثوم وابنة أم كحلة --------ا تكتسب فنزلت للرجال نصيب[25]

"ابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم نے عکرمہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کیا کہ یہ آیت ام کلثوم اور اس کی بیٹی ام کحلہ یا ام کحہ، وثعلبہ بن اوس اور سوید کے بارے میں نازل ہوئی اور یہ لوگ انصار میں سے تھے ایک اس کا خاوند تھا اور دوسرا اس کی اولاد کا چچا یعنی بھائی تھا اس عورت نے کہا یارسول اللہ ﷺ! میرا خاوند مر گیا اس نے مجھے اور اپنی بیٹی کو پیچھے چھوڑا کیا ہم اس کے مال کے وارث نہیں مرنے والے بھائی نے کہا یارسول

اللہ! یہ بچی نہ ہی گھوڑے پر سوار ہوتی ہے اور نہ ہی دشمن کا مقابلہ کرتی ہے اس پر مال خرچ کیا جاتا ہے یہ مال کماتی نہیں تو (اس پر یہ آیت) نازل ہوئی لفظ آیت " للرجال نصیب " ۔

vi. مسند احمد، ابو داؤد اور سنن ترمذی حضرت جابرؓ روایت منقول ہیں کہ:

"حضرت سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دو بیٹیاں جو سعد سے تھیں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں ان کے والد غزوہ احد میں آپ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے ان کے چچا نے ان کے مال دولت پر قبضہ کر لیاہے اور ان کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے اب ان کی شادی بھی اسی وقت ہو سکتی ہے جب ان کا کوئی مال ہو، نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس مسئلے میں اللہ فیصلہ کرے گا چنانچہ آیت میراث نازل ہوئی اور نبی ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کو بلا کر بھیجا اور فرمایا سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی اور ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دیدو۔ اس کے بعد جو باقی بچے گا وہ تمہارا ہو گا۔ اور کہتے ہیں کہ اسلام میں سب اول یہ ترکہ تقسیم ہوا ہے[26]۔

یہ روایت مسند احمد میں اس سند کے ساتھ ان الفاظ سے منقول ہیں:

عن جابر قال: جاءت امرأة سعد بن الربيع إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم بابنتيها من سعد، فقالت: ----- فقال: " أعط ابنتي سعد الثلثين، وأمهما الثمن، وما بقي فهو لك[27]

ترجمہ۔ حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ حضرت سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دو بیٹیاں جو سعد سے تھیں لے کر نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں ان کے والد غزوہ احد میں آپ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے ان کے چچا نے ان کے مال دولت پر قبضہ کر لیاہے اور ان کے لئے کچھ بھی نہیں چھوڑا ہے اب ان کی شادی بھی اسی وقت ہو سکتی ہے جب ان کا کوئی مال ہو، نبی ﷺ نے فرمایا کہ اس مسئلے میں اللہ فیصلہ کرے گا چنانچہ آیت میراث نازل ہوئی اور نبی ﷺ نے ان بچیوں کے چچا کو بلا کر بھیجا اور فرمایا سعد کی دونوں بیٹیوں کو دو تہائی اور ان کی والدہ کو آٹھواں حصہ دیدو۔ اس کے بعد جو باقی بچے گا وہ تمہارا ہو گا۔

اس روایت کی سند تحسین کو محتمل ہیں اس لیے کہ اس روایت میں "ابن عقیل" متفرد ہے۔ امام ترمذیؒ اس روایت کو صحیح قرار دیتے ہیں[28]۔ نیز علامہ البانیؒ کہتے ہیں کہ یہ روایت حسن ہے[29]۔ سنن ابی داؤد میں یہ روایت تھوڑے اختلاف کے ساتھ منقول ہے لیکن وہاں "سعد بن الربیع" کی بجائے "ثابت بن قیس" کا ذکر ہے۔ اس

لیے امام ابو داؤدؒ کہتے کہ بشر بن المفضل سے اس روایت کو نقل کرنے میں غلطی ہوئی اور انہوں سعد بن الربیع کی نجائے ثابت بن قیس کا نام نقل کیا۔اس وجہ سے اس روایت کے مقابلہ میں مسند احمد اور سنن ترمذی کی روایت کو محفوظ قرار دیا جائے گا۔ذیل میں وہ روایت ہم بھی نقل کرتے ہیں اور بعد میں امام ابو داؤدؒ کا اس روایت پر تبصرہ بھی نقل کرتے ہیں۔وہ روایت ملاحظہ ہو:

حدثنا ابر بن عبد الله، قال خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى جئنا امرأة من الأنصار في الأسواق، فجاءت المرأة بابنتين لها، فقالت: -------- فقال لعمهما أعطهما الثلثين وأعط أمهما الثمن، وما بقي فلك[30]

حضرت جابر بن عبداللہ ؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ سفر میں نکلے یہاں تک کہ ہم اسواف (حرم مدینہ) میں ایک انصاری عورت کے پاس پہنچے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی دو بیٹیوں کو لے کر آئی تھی۔بولی یا رسول اللہ! یہ دونوں ثابت بن قیس کی بیٹیاں ہیں جو آپ کے ساتھ جنگ احد میں (شریک تھے اور) شہید ہوئے۔اب ان کے چچا نے ان کا سارا مال اور سارا ترکہ چھین لیا ہے اور ان کے لئے کچھ نہیں چھوڑا۔اب آپ ہی ان کے بارے میں کچھ فرمایئے کیونکہ بخدا جب تک ان کے پاس مال نہ ہو ان سے کوئی نکاح کرنا پسند نہ کرے گا۔آپ نے فرمایا اس بارے میں اللہ ہی فیصلہ فرمائے گا۔پھر سورت نساء کی یہ آیت "يوصيكم الله في أولادكم الآية"نازل ہوئی۔رسول اللہ ﷺ نے اس عورت کو اور اس کے شوہر کے بھائی کو بلا بھیجا۔آپ نے ان لڑکیوں کے چچا سے فرمایا ان لڑکیوں کو دوتہائی مال دے اور ان کی ماں کو آٹھواں حصہ دے۔اس کے بعد جو باقی بچے وہ تیرا ہے۔

امام ابو داؤدؒ اس روایت کے ذیل لکھتے ہیں:"أخطأ بشر فيه إنما هما ابنتا سعد بن الربيع، وثابت بن قيس، قتل يوم اليمامة"کہ اس حدیث میں بشر سے غلطی ہوئی (جو یہ کہا کہ یہ دونوں ثابت بن قیس کی بیٹیاں ہیں جو احد کے دن شہید ہوئے) صحیح یہ ہے کہ یہ دونوں لڑکیاں سعد بن تبیع کی تھیں۔اور ثابت بن قیس جنگ یمامہ میں شہید ہوئے تھے۔[31]

vii. قال عليه الصلاة والسلام «لا يتوارث أهل ملتين

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو مختلف دین والوں میں وراثت نہیں ہوتی۔

حَدَّثَنَا عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم :لَا يَتَوَارَثُ أَهْلُ مِلَّتَيْنِ شَتَّى[32]

"عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو مختلف دین والوں میں وراثت نہیں ہوتی"۔

علامہ البانیؒ لکھتے ہیں یہ حدیث حسنِ صحیح ہے[33] یہی روایت امام ابن ماجہ نے سنن میں محمد بن رمحؒ سے نقل کی ہے[34] اس کی سند میں "ابن لہیعہ "ضعیف ہے لیکن ان دو متتابعات کی وجہ سے اس ضعف کا تدارک ممکن ہے۔ امام ابوداوٗد نے حبیب المعلم کی طریق سے[35] اور امام نسائیؒ نے سنن میں عامر الاحول کی طریق سے تدارک ممکن ہے اور دونوں عمرو بن شعیب سے نقل کرتے ہیں[36]۔

viii. إنا معشرالأنبياء لا نورث، ما تركت بعد مئونة عاملي، ونفقة نسائي صدقة

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم گروہ انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی"۔

حدثنا وكيع، عن سفيان عن أبي الزناد عن الأعرج عن أبي هريرة قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم" إنا معشرالأنبياء لا نورث، ما تركت بعد مئونة عاملي، ونفقة نسائي صدقة[37]

"حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہم گروہ انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی میں نے اپنی بیویوں کے نفقہ اور اپنی زمین کے عامل کی تنخواہوں کے علاوہ جو کچھ چھوڑا ہے وہ سب صدقہ ہے"۔

یہی روایت تھوڑے بہت تغییر کے ساتھ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ ؓ سے مذکور ہے وہاں "یا معشرالأنبياء" کے الفاظ نہیں ہے اس روایت کی الفاظ درجِ ذیل ہیں:

عن أبي هريرة رضي الله عنه: أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا يقتسم ورثتي دينارا ولا درهما ما تركت بعد نفقة نسائي، ومئونة عاملي فهو صدقة[38]

ix. عبادة بن الصامت أن النبي ﷺ قال خذوا عنى خذوا عنى، قد جعل الله لهن سبيلا، الثيب بالثيب جلد مائة ورجم بالحجارة، والبكر بالبكر جلد مائة وتغريب عام

حضرت عبادہ بن صامت ؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ سے یہ بات حاصل کرلو مجھ سے یہ بات حاصل کرلو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے یہ راستہ متعین کر دیا ہے کہ اگر کوئی کنوارہ لڑکا کنواری لڑکی کے ساتھ بدکاری کرے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے اور اگر شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں اور رجم بھی کیا جائے۔

یہ روایت علامہ مراغیؒ نے اپنی تفسیر میں بغیر سند کے بواسطہ حضرت عبادہ بن صامتؓ نقل کیا ہے[39] اور سنن ابی داؤد میں یہ روایت اس سند کے ساتھ منقول ہے:

عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صلی اللہ علیہ وسلم: " خُذُوا عَنِّي، خُذُوا عَنِّي، قَدْ جَعَلَ اللَّهُ لَهُنَّ سَبِيلًا: الثَّيِّبُ بِالثَّيِّبِ جَلْدُ مِائَةٍ وَرَمْيٌ بِالْحِجَارَةِ، وَالْبِكْرُ بِالْبِكْرِ جَلْدُ مِائَةٍ وَنَفْيُ سَنَةٍ

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا مجھ سے یہ بات حاصل کرلو مجھ سے یہ بات حاصل کرلو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے یہ راستہ متعین کر دیا ہے کہ اگر کوئی کنوارہ لڑکا کنواری لڑکی کے ساتھ بدکاری کرے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے اور اگر شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں اور رجم بھی کیا جائے۔

اس حدیث کی سند صحیح اور صحیحین کے شرط پر ہے حطان بن عبداللہ کے علاوہ تمام رجال صحیحین کے ہیں کہ وہ صحیح مسلم کا راوی ہے۔علامہ آرنؤوط اس حدیث کو صحیح قرار دیتا ہے[40]۔

x. عن ابن عمر من قولہ صلی اللہ علیہ وسلم إن اللہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغرغر

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ غرغرہ کی کیفیت نہ شروع ہو جائے۔

یہ روایت علامہ مرغیؒ نے تفسیر المراغی میں امام احمد بن حنبل کے توسط سے اختصاراً حضرت ابن عمرؓ سے روایت نقل کیا ہے[41] مسند احمد میں یہ روایت پوری سند کے ساتھ تفصیلاً یوں مذکور ہیں:

حَدَّثَنَا عَلِيٌّ، أَنَا ابْنُ ثَوْبَانَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ مَكْحُولٍ، عَنْ جُبَيْرِ بْنِ نُفَيْرٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِنَّ اللَّهَ يَقْبَلُ تَوْبَةَ الْعَبْدِ مَا لَمْ يُغَرْغِرْ[42]

حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ غرغرہ کی کیفیت نہ شروع ہو جائے۔

نتائج الحدیث

تحقیق کا خلاصہ ترتیباً طرد الحدیث لکھا جاتا ہے تاکہ اس تحقیق سے دیگر حضرات کے لیے بھی استفادہ کرنے میں آسانی پیدا ہو جائے۔ پہلی حدیث میں عورت کے متعلق ضعف بیانی ہے کہ عورت ٹیڑھے پسلی پیدا کی گئی ہے جب تو اسے سیدھا کرنا چاہے گا تو توڑ بیٹھے گا اور اگر تو نے اسے چھوڑ دیا تو اس سے نفع

حاصل کر سکے گا ۔ دوسری حدیث میں ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اے اللہ یہ میری تقسیم ہے اس چیز میں جس کا میں مالک ہوں سو جس چیز کے آپ مالک ہیں اور میں اس کا مالک نہیں ہوں اس میں آپ مجھ سے مواخذہ نہ کیجئے اور تیسری حدیث میں شرعی طریقہ سے اقتصادِ معیشت کا پورا نقشہ کھینچا گیا ہے کہ وہ شخص محتاج نہیں ہو سکتا جس نے میانہ روی اختیار کی۔ شرعی طریقہ سے یہی اقتصادِ معیشت انسانی زندگی کا ایک اہم حصہ ہے اس لیے چوتھی حدیث میں ہے کہ ایک شخص نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی مفلسی کا اظہار کرتے ہوئے کہتا ہے کہ میری پرورش میں ایک یتیم ہے اس کا مال ہے آپؐ نے فرمایا اپنے یتیم کے مال میں سے کھا سکتے ہو بشرطیکہ اسراف و فضول خرچی نہ کرو اور اپنے لئے مال جمع کر کے نہ رکھو۔

پانچویں حدیث میں انصار میں سے ایک شخص اوس بن ثابت کا واقعہ ہے جس کی بیوی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف شکایت لے کر آتی ہے کہ شکایت کہ یارسول اللہ ﷺ! میرے شوہر اوس فوت ہو چکے ہیں جن کی تین بیٹیاں ہیں ۔ جس کی پرورش میری ذمہ داری ہے اور میرے پاس نفقہ کے لیے کچھ نہیں ہے اور ان کے باپ کے ترکے پر ان کے چچازاد بھائی قابض ہو چکے ہیں اور وہ دونوں ان کو کچھ نہیں دیتا اور وہ بیٹیاں میرے گود میں ہیں نہ کچھ رکھتا ہے اور نہ پیتا ہے۔ الخ۔ تو اس پر یہ آیت "للرجال نصیب "نازل ہوئی۔

چھٹی روایت میں حضرت سعد بن ربیع کی بیوی اپنی دو بیٹیوں کا واقعہ ہے جو سعد سے تھیں ۔اس کی بیوی نبی ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ یا رسول اللہ یہ دونوں سعد کی بیٹیاں ہیں ان کے والد غزوہ احد میں آپ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے ان کے چچا نے ان کے مال دولت پر قبضہ کر لیا ہے جس کے بارے میں آیت میراث نازل ہوئی۔ ساتویں حدیث میں دو مختلف دین والوں کے درمیان وراثت کا مسئلہ مذکور ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا دو مختلف دین والوں میں وراثت نہیں ہوتی۔ اسی طرح آٹھویں حدیث میں یہی مسئلہ وراثت بیان ہوا مگر وہاں اس کا اضافہ ہے کہ گروہ انبیاء کے مال میں وراثت جاری نہیں ہوتی۔

نویں حدیث کا عنوان زرا سا مختلف ہے۔ اس میں حدودِ زنا کے متعلق اجمالی احکام کا ذکر ہے کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے لئے یہ راستہ متعین کر دیا ہے کہ اگر کوئی کنوارہ لڑکا کنواری لڑکی کے ساتھ بدکاری کرے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں اور ایک سال کے لئے جلا وطن کیا جائے اور اگر شادی شدہ مرد شادی شدہ عورت کے ساتھ بدکاری کرے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں

اور رجم بھی کیا جائے۔ دسویں حدیث قبولیت توبہ اور عدم قبولیت توبہ کے لیے شرائط کا تذکرہ ہے چنانچہ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ بندے کی توبہ اس وقت تک قبول کرتا ہے جب تک کہ غرغرہ کی کیفیت نہ شروع ہو جائے۔

حواشی و حوالہ جات

[1] مراغی، احمد بن مصطفی (المتوفی: 1371) تفسیر المراغی، ج1، ص16، الناشر: شرکۃ مکتبۃ ومطبعۃ مصطفی البابی الحلبی۔

[2] المراغی، احمد بن مصطفی، تفسیر المراغی،" "ج4، ص176، شرکہ مکتبہ ومطبعہ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر۔

[3] بخاری، محمد بن اسماعیل ابو عبداللہ الجعفی، صحیح بخاری، رقم الحدیث 4889، (باب للمداراۃ مع النساء) دار ابن کثیر، الیمامہ - بیروت۔

[4] بخاری و مسلم کے علاوہ باقی تمام صحاح ستہ (سنن ابی داؤد، سنن ترمذی، سنن ابن ماجہ، سنن سائی) کو سنن اربعہ کہتے ہیں۔

[5] ابو داود، سليمان بن الأشعث بن إسحاق بن بشير بن شداد بن عمرو الأزدي،سنن ابی داود، باب في القسم بين النساء،رقم الحديث، 2134، ج2،ص242، الناشر: المكتبة العصرية، صيدا، بيروت

[6] البانی،محمد ناصر الدين، إرواء الغليل في تخريج أحاديث منار السبيل، ،ج7،ص81، إشراف: زهير الشاويش الناشر: للمكتب الإسلامي – يروت

[7] تفسیر المراغی، ج4، ص174

[8] ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل بن ہلال بن اسد الشیبانی (المتوفی: 241ھ-) مسند احمد (مسند المكثرين من الصحابة) ج7، ص303، الناشر: موسسۃ الرسالہ، الطبعۃ: الاولی، 1421ھ - 2001م

[9] ابو داؤد سلیمان بن الاشعث بن اسحاق بن بشیر (المتوفی: 275ھ) سؤالات ابی عبید الاجری ابا داود السجستانی فی الجرح والتعدیل، ج1، ص144، الناشر: عمادۃ البحث العلمی بالجامعۃ الاسلامیہ، المدینہ المنورۃ، المملکۃ العربیۃ السعودیہ، الطبعۃ: الاولی، 1403ھ/1983م

[10] الجرجانی، ابو احمد بن عدی الجرجانی (المتوفی: 365ھ) الکامل فی ضعفاء الرجال، ج1، ص348، الناشر: الکتب العلمیہ - بیروت - لبنان الطبعۃ: الاولی، 1418ھ-1997

[11] ذیلہ مسند احمد (ج7، ص303)

[12] طبرانی، سلیمان بن احمد بن ایوب بن مطیر اللخمی الشامی، ابو القاسم الطبرانی (المتوفی: 360ھ-) المعجم الاوسط، رقم الحدیث، 6744، الناشر: دار الحرمین - القاہرہ

[13] بیہقی، احمد بن الحسین بن علی بن موسی، ابو بکر البیہقی (المتوفی: 458ھ-) المدخل الی السنن الکبری، رقم الحدیث 301، ناشر دار الخلفاء للکتاب الاسلامي - الکویت

[14] تفسیر المراغی، ج4، ص187

[15] ابو عبداللہ، الحارث بن محمد بن داہر التمیمی البغدادی الخضیب المعروف بابن ابی اسامہ (المتوفی: 282ھ) بغیۃ الباحث عن زوائد مسند الحارث رقم الحدیث 1093، الناشر: مرکز خدمۃ السنۃ والسیرۃ النبویۃ - المدینۃ المنورۃ، الطبعۃ: الاولی، 1413 - 1992

[16] تفسیر المراغی، ج4، ص189۔

17 مسند احمد، رقم الحدیث7022،ج11، ص594۔

18 ایضاًحوالہ بالا۔

19 سنن ابی داود، رقم الحدیث2872،ج3، ص115۔

20 ایضاً۔

21 القزوینی، محمد بن یزید ابو عبداللہ، سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث،2718،ج2،ص907۔

22 تفسیر المراغی،ج4،ص192

23 واحدی،ابو الحسن علی بن احمد بن محمد بن علی،النیسابوری(سباب النزول،ج3،ص19)

24 جامع البیان فی تأویل القرآن،ج7،ص598، الناشر مؤسسۃ الرسالہ۔

25 سیوطی، عبد الرحمن بن ابی بکر (911ھ) الدر المنثور فی التفسیر بالماثور،ج4،ص234، الناشر دار ہجر - مصر

26 تفسیر المراغی،ج4،ص195

27 مسند احمد، رقم الحدیث14798،ج23،ص108۔

28 سنن ترمذی، رقم الحدیث2092،ج4،ص414۔

29 ایضاً۔

30 سنن ابی داؤد، رقم الحدیث2891،ج3، ص121۔

31 ایضاً۔

32 سنن ابی داؤد، رقم الحدیث2911،ج3، ص125۔

33 ایضاً۔

34 سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث2731،ج4،ص33۔

35 ایضاً۔

36 نسائی، احمد بن شعیب ابو عبد الرحمن،السنن الکبری،رقم الحدیث6383،ج4،ص82، الناشر دار الکتب العلمیہ - بیروت۔

37 مسند احمد، رقم الحدیث9972،ج16، ص47۔

38 صحیح بخاری، رقم الحدیث2776،،ج2،ص12۔

39 تفسیر المراغی،ج4،ص206۔

40 تعلیق صحیح ابن حبان،ج10، ص291۔

41 تفسیر المراغی،ج4،ص206۔

42 مسند احمد، رقم الحدیث3404،ج3، ص425۔